11

اُردو (لازمی)

گیارھویں جماعت کے لیے

Free From Goverment
NOT FOR SALE

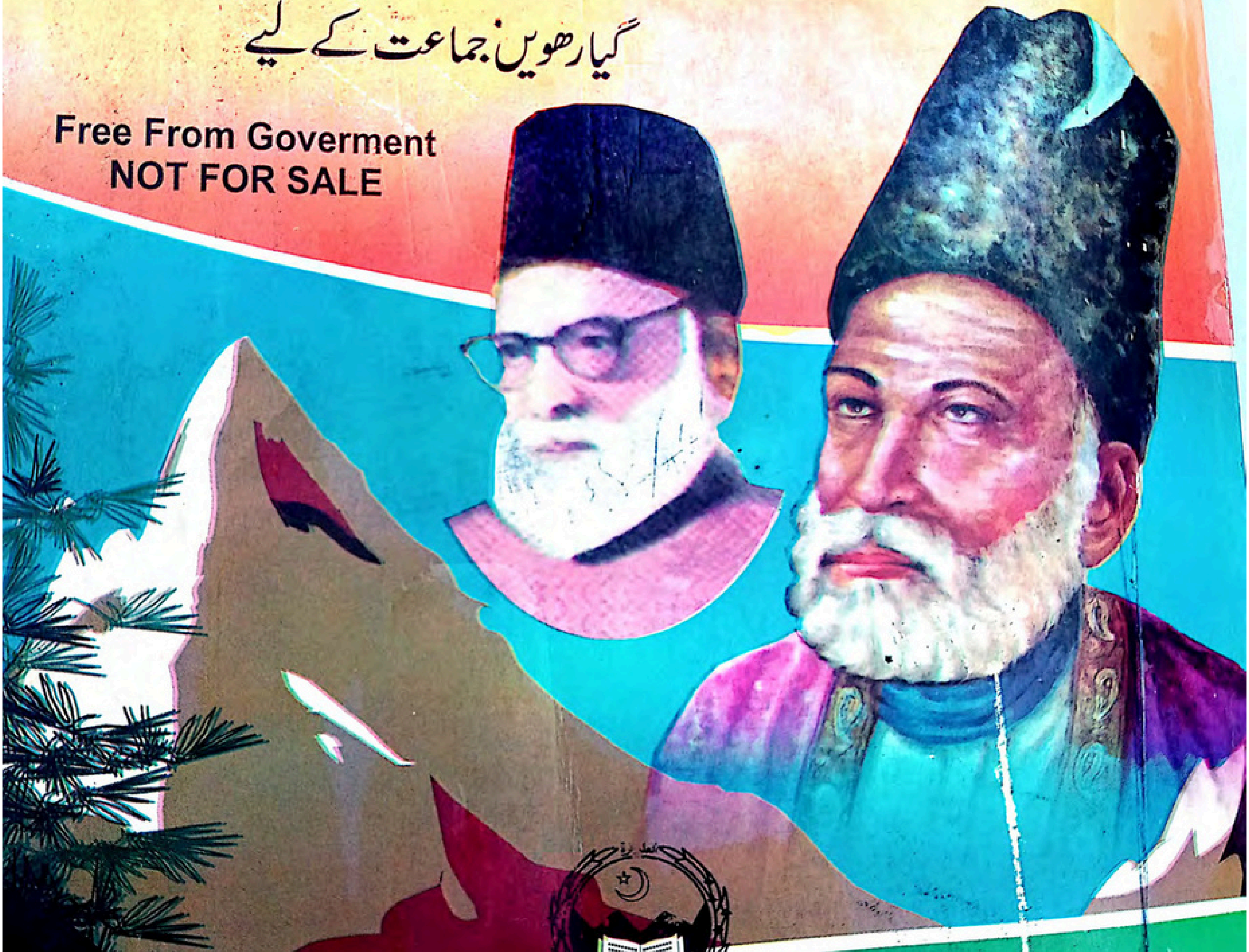

KHYBER PAKHTUNKHWA TEXTBOOK BOARD

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

جملہ حقوق بحق خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور
منظور کردہ: وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب)، حکومتِ پاکستان اسلام آباد
مراسلہ نمبر: F.1-12/2009-Urdu مؤرخہ 03-05-2010

مؤلفین:
☆ ڈاکٹر جاوید بادشاہ ☆ پروفیسر خالد صغیر ڈار
☆ پروفیسر محمد جمال ☆ ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار
☆ ڈاکٹر طارق ہاشمی

نظر ثانی و ترامیم:
☆ سیّدہ طاہرہ جبین، نظامتِ نصاب و تعلیم اساتذہ، ایبٹ آباد
☆ سائرہ بی بی۔ ایس ایس اردو، گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول، ملک پورہ
☆ مشتاق احمد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، خان پور (ہری پور)
☆ شاہین زمان، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج سرائے صالح
☆ ابرار خان، لیکچرار اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، نوشہرہ۔
☆ ڈاکٹر محمد بلال۔ ایس ایس اُردو، خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

نگران نظر ثانی کمیٹی: سید بشیر حسین شاہ، ڈائریکٹر، نظامتِ نصاب و تعلیمِ اساتذہ، ایبٹ آباد

مدیر: سلیم اللہ علوی، ماہر مضمون (اُردو) خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

طباعت زیرِ نگرانی: رشید خان پائندہ خیل (چیئرمین)
سعید الرحمٰن، (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

تعلیمی سال: 2021-22ء
ویب سائٹ: www.kptbb.gov.pk
ای میل: membertbb@yahoo.com
فون نمبر: 091-9217159-60

حاصلاتِ تعلّم

تدریسِ اُردو کے ذریعے طَلَبہ اس قابل ہوسکیں گے کہ :

☆ اُردو زبان شناسی پر مکمل عبور حاصل کرسکیں۔

☆ اصنافِ سخن کی تعریف کرسکیں اور اُنھیں پہچان کر استحسان کرسکیں۔

☆ مکمل علمِ بیَان، علمِ بدیع اور صنعتوں کی تعریف کرسکیں۔

☆ زبان، احساسات، جذبات، خیالات اور تصورات کے حوالے سے کی گئی گفتگو کا مکمل اِدراک کرسکیں۔

☆ اُردو میں اپنا مافی الضّمیر پورے سیاق وسباق کے ساتھ بول چال، گفتگو اور تقریر کے ذریعے سمجھا سکیں۔

☆ عملی زندگی میں سماجی ضرورتوں کے تحت اُردو کو مہارت سے استعمال کرسکیں۔

☆ اُردو نظم ونثر کی صورت میں موجود ادب پارے، صحافت، دفتری وعدالتی ضروریات، جدید علمی اور تکنیکی تحریروں کو پڑھ کر ان کا پورا فہم حاصل کرسکیں۔ ان کا استحسان کرسکیں اور ان پر تنقیدی رائے دے سکیں۔

☆ روزمرّہ زندگی کے مسائل کے حوالے سے غیر رَسمی خطوط لکھ سکیں۔ داخلہ فارم، شناختی کارڈ فارم اور دیگر فارم وغیرہ پُر کرسکیں۔

☆ کسی ادبی، علمی، صحافتی موضوع پر اپنے وسیع تر مطالعہ، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں استدلال، درست تلفظ اور عمدہ لب ولہجے کے ساتھ کم از کم پانچ منٹ تک تقریر کرسکیں۔

فہرست

حصۂ نثر

شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
1	اپنی مدد آپ	سر سید احمد خان	1
2	جھوٹے آدمی	مولوی ذکاءاللہ	11
3	نظریۂ پاکستان	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	16
4	پاکستانی قومیت کا مسئلہ	ڈاکٹر سید عبداللہ	23
5	کچھ ادب کے بارے میں	ڈاکٹر عبادت بریلوی	30
6	لمحۂ فکریہ	مشتاق صدیقی	37
7	داروغہ جی کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں	رتن ناتھ سرشار	42
8	آنگن	خدیجہ مستور	54
9	خوب صورت بلا	آغا حشر کاشمیری	63
10	تعلیمِ بالغاں	خواجہ معین الدین	72
11	شیراز اور کنار آب رکنا باد وغیرہ	ابنِ انشا	85
12	روم۔ زندہ شہر، مردہ شہر	جمیل الدین عالی	95
13	لالچی وزیر (ترجمہ)	بشیر احمد بلوچ	101
14	مکاتیب	(ا) مرزا غالب	105
15		(ب) علامہ اقبالؒ	108

حصۂ نظم

شمار	عنوان	شاعر	صفحہ
1	حمد	ماہر القادری	115
2	نعت	محسن کاکوروی	118
3	شہر آشوب	نظیر اکبر آبادی	121
4	شہزادے کا چھت پر سونا اور...... (مثنوی)	میر حسن	125
5	دُرِ مراد (مرثیہ)	میر انیس	128
6	تختِ فرس پہ علیؓ اکبر کا خطاب (مرثیہ)	مرزا دبیر	132
7	اُمید (مسدس)	الطاف حسین حالی	135
8	نصیحت اخلاقی	اکبر الہ آبادی	140
9	جلوۂ سحر	حفیظ جالندھری	143
10	پرانا کوٹ	سید محمد جعفری	147
11	یہ سڑکیں	سید ضمیر جعفری	151
12	قطعات	مرزا محمود سرحدی	154
13	اخلاص	عبدالرحمٰن بابا / مترجم طٰہٰ خان	157

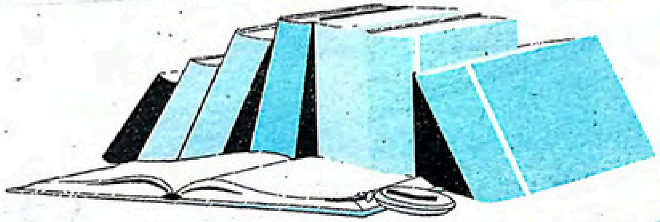

Not For Sale

حصہ غزل

شمار		عنوان	شاعر	صفحہ
1	☆	فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میر تقی میر	161
		پیری میں کیا جوانی کے موسم کو روئیے		162
2	☆	قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا	خواجہ میر درد	166
3	☆	ناگہ چمن میں جب وہ گلِ اندام آگیا	غلام ہمدانی مصحفی	168
4	☆	دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں	مرزا غالب	172
	☆	ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے		173
5	☆	آئینہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو	داغ دہلوی	176
		فرہنگ		178

Not For Sale

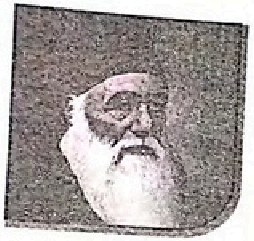

سرسید احمد خان

پیدائش: ۱۷ر اکتوبر ۱۸۱۷ء

وفات: ۱۸۹۸ء

سرسید احمد خان دِلّی میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد سید محمد متقی کو بادشاہ کے دربار میں بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا۔ اُس زمانے کے رواج کے مطابق اُنھوں نے قرآنِ مجید، عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ والد اور بڑے بھائی کے انتقال کے بعد اُن کی زندگی پر مذہبی رنگ نمایاں ہوگیا اور انھوں نے فِقہ، حدیث اور قرآنِ مجید کا ازسرِ نو مطالعہ شروع کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے وقت وہ بجنور میں تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تباہی نے اُن کے دِل پر گہرا اثر کیا اور مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا۔

انھوں نے اندازہ لگایا کہ کسی بھی قوم کی اصلاح اور ترقی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں اس لیے انھوں نے اپنی ساری صلاحیتیں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت پر صرف کیں۔ علی گڑھ کالج اس کی روشن مثال ہے۔ اس کے علاوہ عام مسلمان گھرانوں کی تربیت اور اصلاح کے لیے ایک رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' بھی جاری کیا۔

سرسید کا ایک اور بڑا کارنامہ سادہ اور آسان نثر کی ترویج تھا۔ اُنھوں نے اُس زمانے کی طرزِ نگارش، جو مقفیٰ اور مسجع نثر کی صورت میں تھی، کو ترک کیا اور مقصدیت کو رواج دیا۔ دراصل وہ ادب برائے ادب کے قائل نہ تھے، بلکہ انھوں نے ادب کو اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ اُن کی تحریر میں بڑا تنوّع تھا۔ انھوں نے مذہب، سیاست، تاریخ، ادب، فلسفہ اور منطق، ہر موضوع پر طبع آزمائی کی۔ سرسید کا اُردو ادب پر بڑا احسان ہے کہ وہ زبان جو پہلے فقط حسن و عشق اور تخیلاتی دنیا تک محدود تھی، حقیقت نگاری اور اصلاح کے لیے استعمال ہونے لگی۔

تصانیف: آثار الصنادید، اسبابِ بغاوتِ ہند، خطباتِ احمدیہ، مقالاتِ سرسید وغیرہ

Not For Sale

اپنی مدد آپ

سر سیّد احمد خان

"خدا ان کی مدد کرتا ہے، جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں۔"

یہ ایک نہایت عمدہ اور آزمودہ مقولہ ہے۔ اس چھوٹے سے فقرے میں انسانوں کا اور قوموں کا اور نسلوں کا تجربہ جمع ہے۔ ایک شخص میں اپنی مدد کرنے کا جوش اس کی سچی ترقی کی بنیاد ہے اور جبکہ یہ جوش بہت سے شخصوں میں پایا جاوے، تو وہ قومی ترقی اور قومی طاقت اور قومی مضبوطی کی جڑ ہے جبکہ کسی شخص کے لیے یا کسی گروہ کے لیے کوئی دوسرا کچھ کرتا ہے، تو اس شخص میں سے یا اس گروہ میں سے وہ جوش، اپنی آپ مدد کرنے کا کم ہو جاتا ہے اور ضرورت اپنی آپ مدد کرنے کی، اس کے دل سے مٹتی جاتی ہے اور اسی کے ساتھ غیرت جو ایک نہایت عمدہ قوت، انسان میں ہے اور اسی کے ساتھ عزت جو اصلی چمک دمک انسان کی ہے از خود جاتی رہتی ہے اور جبکہ ایک قوم کی قوم کا یہ حال ہو، تو وہ ساری قوم دوسری قوموں کی آنکھ میں ذلیل اور بے عزت ہو جاتی ہے۔

آدمی جس قدر کہ دوسرے پر بھروسہ کرتے جاتے ہیں خواہ اپنی بھلائی اور ترقی کا بھروسہ گورنمنٹ ہی پر کیوں نہ کریں، یہ امر بدیہی اور لابدی ہے کہ وہ اسی قدر بے مدد اور بے عزت ہوتے جاتے ہیں۔ اے ہم وطن بھائیو! کیا تمھارا یہی حال نہیں ہے؟ ایشیا کی تمام قومیں یہی سمجھتی رہی ہیں کہ اچھا بادشاہ ہی رعایا کی ترقی اور خوشی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یورپ کے لوگ جو ایشیا کے لوگوں سے زیادہ ترقی کر گئے تھے، یہ سمجھتے تھے کہ عمدہ انتظام قوم کی عزت، بھلائی، خوشی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ خواہ وہ انتظام باہمی قوم کے رسم و رواج کا ہو یا گورنمنٹ کا۔ اور یہی سبب ہے کہ یورپ کے لوگ قانون بنانے والی مجلسوں کو بہت بڑا ذریعہ انسان کی ترقی و بہبودی کا خیال کر کے، ان کا درجہ سب سے اعلیٰ اور نہایت بیش بہا سمجھتے تھے۔ مگر حقیقت میں یہ سب خیال غلط ہیں۔

ایک شخص، فرض کرو کہ پارلیمنٹ کا ممبر ہی کیوں نہ ہو جائے قومی عزت اور بھلائی اور ترقی کے لیے کیا کر سکتا ہے؟ برس دو برس میں کسی بات پر ووٹ دے دینے سے گو کیسی ہی ایمانداری اور انصاف سے کیوں نہ دیا ہو،

Not For Sale

قوم کی کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔ بلکہ خود اس کے چال چلن پر، اس کے برتاؤ پر بھی اس سے کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا تو قوم کے برتاؤ پر کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔ پس یہ بات بے شبہ ہے کہ گورنمنٹ سے انسان کے برتاؤ میں کچھ مدد نہیں ملتی مگر عمدہ گورنمنٹ سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی آزادی سے اپنے قُوائے عمل کی تکمیل اور اپنی شخصی حالت کی ترقی کر سکتا ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح ہوتی جاتی ہے کہ گورنمنٹ کا فرض بہ نسبت مثبت اور باعمل ہونے کے زیادہ تر منفی اور مانع ہے اور وہ فرض جان، مال اور آزادی کی حفاظت ہے۔ جب قانون کا عمل درآمد دانشمندی سے ہوتا ہے تو آدمی اپنی جسمی اور ذہنی محنت کے ثمروں کا بے خطر حظ اٹھا سکتا ہے۔ جس قدر گورنمنٹ کی حکومت عمدہ ہوتی ہے اتنا ہی ذاتی نقصان کم ہوتا ہے مگر کوئی قانون گو، وہ کیسا ہی ابھارنے والا کیوں نہ ہو، سُست آدمی کو محنتی، فضول خرچ کو کفایت شعار اور شراب خوار کو تائب نہیں بنا سکتا ہے۔ بلکہ یہ باتیں محنت، کفایت شعاری اور نفس کُشی سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ قومی ترقی، قومی عزت، قومی اصلاح، عمدہ عادتوں، چال چلن اور عمدہ برتاؤ کرنے سے ہوتی ہے نہ کہ گورنمنٹ میں بڑے بڑے حقوق اور اعلیٰ درجے حاصل کرنے سے۔

نہایت ٹھیک بات ہے کہ گورنمنٹ عموماً اُن لوگوں کا، جن پر وہ حکومت کرتی ہے، عکس ہوتی ہے جو رنگ اِن کا ہوتا ہے، اسی کا عکس گورنمنٹ میں پایا جاتا ہے۔ جو گورنمنٹ اپنی رعایا سے تہذیب و شائستگی میں آگے بڑھی ہوئی ہے رعایا اُس کو زبردستی پیچھے سے کھینچ لاتی ہے اور جو گورنمنٹ اپنی رعایا سے کم تر اور شائستگی میں پیچھے ہوتی ہے وہ ترقی کی دوڑ میں رعایا کے ساتھ آگے کھنچ جاتی ہے۔ یہ ایک نیچر کا قاعدہ ہے کہ جیسا مجموعہ قوم کی چال چلن کا ہوتا ہے، یقیناً اسی کے موافق اُن کے قانون اور اسی کے مناسب حال گورنمنٹ ہوتی ہے۔ جس طرح کہ پانی خود اپنی پنسال میں آ جاتا ہے، اسی طرح عمدہ رعایا پر عمدہ حکومت ہوتی ہے اور جاہل و خراب و ناتربیت یافتہ رعایا پر ویسی ہی اکھڑ حکومت کرنی پڑتی ہے۔

تمام تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ کسی ملک کی خوبی و عمدگی اور قدر و منزلت بہ نسبت وہاں کی گورنمنٹ کے عمدہ ہونے کے زیادہ تر اس ملک کی رعایا کے چال چلن، اخلاق و عادات، تہذیب و شائستگی پر منحصر ہے، کیونکہ قوم شخصی حالتوں کا مجموعہ ہے اور ایک قوم کی تہذیب درحقیقت ان مردوں، عورتوں اور بچوں کی شخصی ترقی ہے، جن

شخصی ایمانداری، شخصی ہمدردی کا۔ اسی طرح قومی تنزلی

سے وہ قوم بنی ہے۔

قومی ترقی مجموعہ ہے: شخصی محنت، شخصی عزت،

شخصی خودغرضی اور شخصی برائیوں کا۔ ناتہذیبی اور بدچلنی جو

مجموعہ ہے: شخصی سستی، شخصی بے عزتی، شخصی بے ایمانی،

درحقیقت وہ خود اسی شخص کی آوارہ زندگی کا نتیجہ ہے۔

اخلاقی وتمدنی یا باہمی معاشرت کی بدیوں میں شمار ہوتی ہے،

اگر ہم چاہیں کہ بیرونی کوشش سے ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ ڈالیں اور نیست ونابود کردیں، تو یہ برائیاں کسی اور نئی صورت میں اس سے بھی زیادہ زوروشور سے پیدا ہو جاویں گی۔ جب تک شخصی زندگی اور شخصی چال چلن کی

حالتوں کو ترقی نہ دی جاوے۔

اے میرے عزیز ہم وطنو! اگر یہ رائے صحیح ہے، تو اس کا یہ نتیجہ ہے کہ قوم کی سچی ہمدردی اور سچی خیرخواہی

کرو۔ غور کرو کہ تمہاری قوم کی شخصی زندگی کا چال چلن کس طرح پر عمدہ ہو، تاکہ تم بھی ایک معزز قوم ہو۔ کیا جو طریقہ تعلیم وتربیت کا، بات چیت کا، وضع لباس کا، سیر سپاٹے کا، شغل اشغال کا، تمہاری اولاد کے لیے ہے، اس سے ان کے شخصی چال چلن، اخلاق وعادات، نیکی وسچائی میں ترقی ہوسکتی ہے؟ حاشا وکلا۔

جبکہ ہر شخص اور کل قوم خود اپنی اندرونی حالتوں سے آپ اپنی اصلاح کرسکتی ہے، تو اس بات کی اُمید پر بیٹھے رہنا کہ بیرونی زور، انسانوں کی یا قوم کی اصلاح وترقی کرے، کس قدر افسوس، بلکہ نادانی کی بات ہے۔ وہ شخص درحقیقت غلام نہیں ہے، جس کو ایک خداناترس نے جو اس کا ظالم آقا کہلایا جاتا ہے، خرید لیا ہے یا ایک ظالم اور خودمختار بادشاہ یا گورنمنٹ کی رعیّت ہے بلکہ درحقیقت وہ شخص اصل غلام ہے جو بداخلاقی خودغرضی، جہالت اور شرارت کا مطیع اور اپنی خودغرضی کی غلامی میں مبتلا اور قومی ہمدردی سے بے پرواہ ہے۔ وہ قومیں جو اس طرح دل میں غلام ہیں، وہ بیرونی زوروں سے، یعنی عمدہ گورنمنٹ یا عمدہ قومی انتظام سے آزاد نہیں ہوسکتیں، جب تک کہ غلامی کی یہ دلی حالت دور نہ ہو۔

جب تک انسانوں میں یہ خیال ہے کہ ہماری اصلاح وترقی، گورنمنٹ پر یا قوم کے عمدہ انتظام

پر منحصر ہے، اس وقت تک کوئی مستقل اور برتاؤ میں آنے کے قابل نتیجہ اصلاح وترقی کا قوم میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ گو کیسی ہی عمدہ تبدیلیاں گورنمنٹ یا انتظام میں کی جاویں۔ وہ تبدیلیاں فانوسِ خیال سے کچھ زیادہ رتبہ نہیں رکھتیں، جس میں طرح طرح کی تصویریں پھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں مگر جب دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ مستقل اور مضبوط آزادی، سچی عزت اور اصلی ترقی شخصی چال چلن پر منحصر ہے اور وہی شخصی چال چلن قومی ترقی کا بڑا ضامن ہے۔ جان اسٹیورٹ مِل (John Stewart Mill) جو ایک بہت بڑا دانا حکیم گزرا ہے، کا قول ہے کہ " ظالم اور خودمختار حکومت بھی زیادہ خراب نتیجے نہیں پیدا کرسکتی۔ اگر اس کی رعایا میں شخصی اصلاح اور شخصی ترقی موجود ہے اور جو چیز کہ شخصی اصلاح وشخصی ترقی کو دبا دیتی ہے درحقیقت وہی شے اس کے لیے ظالم وخودمختار گورنمنٹ ہے پھر اس شے کو چاہو جس نام سے پکارو۔" اس مقولہ پر میں اس قدر اور زیادہ کرتا ہوں کہ جہاں شخصی اصلاح وشخصی ترقی مٹ گئی ہے یا دب گئی ہے وہاں کیسی ہی آزاد اور عمدہ گورنمنٹ کیوں نہ قائم کی جائے، وہ کچھ بھی عمدہ نتیجے پیدا نہیں کرسکتی۔

انسان کی قومی ترقی کی نسبت ہم لوگوں کے یہ خیال ہیں کہ کوئی خضر ملے، گورنمنٹ فیاض ہو اور ہمارے سب کام کردے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر چیز ہمارے لیے کی جاوے اور ہم خود نہ کریں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اگر اس کو ہادی اور رہنما بنایا جاوے، تو تمام قوم کی دلی آزادی کو برباد کردے اور آدمیوں کو انسان پرست بنادے۔ حقیقت میں ایسا ہونا قوت کی پرستش ہے اور اس کے نتائج انسان کو ایسا ہی حقیر بنادیتے ہیں، جیسے کہ صرف دولت کی پرستش سے انسان مُقیَّد وذلیل ہوجاتا ہے۔ کیا لالہ اشرفی مل، جو ہر روز لچھمی کی پوجا کرتے ہیں اور بے انتہا دولت رکھتے ہیں، انسانوں میں کچھ قدر ومنزلت کے لائق گنے جاتے ہیں؟

بڑا سچا مسئلہ اور نہایت مضبوط جس سے زیادہ دنیا کی معزز قوموں نے عزت پائی ہے، وہ اپنی آپ مدد کرنا ہے۔ جس وقت لوگ اس کو اچھی طرح سمجھیں گے اور کام میں لاویں گے تو پھر خضر کو ڈھونڈنا بھول جاویں گے۔ اوروں پر بھروسے اور اپنی مدد آپ یہ دونوں اصول ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہیں۔ پچھلا انسان کی بدیوں کو برباد کرتا ہے اور پہلا خود انسان کو۔

Not For Sale

قومی انتظام یا عمدہ قوانین کے اجرا کی خواہش، یہ بھی ایک قدیمی غلط خیال ہے۔ سچا اصول وہ ہے جو ولیم ڈراگن نے ڈبلن کی نمائش گاہ دستکاری میں کہا تھا کہ: ''جس وقت میں آزادی کا لفظ سنتا ہوں، اسی وقت مجھ کو میرا ملک اور میرے شہر کے باشندے یاد آتے ہیں۔ ہم اپنی آزادی کے لیے بہت سی باتیں سنتے آئے ہیں مگر میرے دل میں بہت بڑا مضبوط یقین ہے کہ ہماری محنت، ہماری آزادی، ہمارے اوپر منحصر ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ہم محنت کیے جاویں اور اپنی قوتوں کو ٹھیک طور پر استعمال کریں تو اس سے زیادہ ہم کو کوئی موقع یا آئندہ کی قوی توقع اپنی بہتری کے لیے نہیں ہے۔ استقلال اور محنت کامیابی کا بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ہم ایک دلی ولولے اور محنت سے کام کیے جائیں گے تو مجھے پورا یقین ہے کہ تھوڑے زمانے میں ہماری حالت بھی ایک عمدہ قوم کی مانند آرام وخوشی وآزادی کی ہو جاوے گی''۔

انسان کی اگلی پشتوں کے حالات پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی موجودہ حالت انسانوں کے نسل در نسل کے کاموں سے حاصل ہوتی ہے۔ محنتی اور مستقل مزاج محنت کرنے والوں، زمین کے جوتنے والوں، کانوں کے کھودنے والوں، نئی نئی باتوں کے ایجاد کرنے والوں، مخفی باتوں کو ڈھونڈ کر نکالنے والوں، آلاتِ جرِثقیل سے کام لینے والوں اور ہر قسم کے پیشہ کرنے والوں، ہنرمندوں، شاعروں، حکیموں، فیلسوفوں، ملکی منتظمین نے انسان کو موجودہ ترقی کی حالت پر پہنچانے میں بڑی مدد دی ہے۔ ایک نسل نے دوسری نسل کی محنت پر عمارت بنائی ہے اور اس کو ایک اعلیٰ درجے پر پہنچایا ہے۔ ان عمدہ کاریگروں سے جو تہذیب وشائستگی کی عمارت کے معمار ہیں، لگاتار ایک دوسرے کے بعد ہونے سے محنت اور علم وہنر میں جو ایک بے ترتیبی کی حالت میں تھی، ایک ترتیب پیدا ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ نیچر کی گردش نے موجودہ نسل کو اس زرخیز اور بے بہا جائیداد کا وارث کیا ہے، جو ہمارے پُرکھوں کی ہوشیاری اور محنت سے مہیا ہوئی تھی اور وہ جائیداد ہم کو اس لیے نہیں دی گئی ہے کہ ہم صرف مثلِ مارِ سرِ گنج اس کی حفاظت ہی کیا کریں، بلکہ ہم کو اس لیے دی گئی ہے کہ اس کو ترقی دیں اور ترقی یافتہ حالت میں آئندہ نسلوں کے لیے چھوڑ جاویں۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ہماری قوم نے ان پُرکھوں کی چھوڑی ہوئی جائیداد کو بھی گرا دیا۔

Not For Sale

ایک نہایت عاجز ومسکین غریب آدمی جو اپنے ساتھیوں کو محنت اور پرہیزگاری اور بے لگاؤ ایمانداری کی نظیر دکھاتا ہے، اس شخص کا اس کے زمانے میں اور آئندہ زمانے میں اس کے ملک، اس کی قوم کی بھلائی پر بہت بڑا اثر پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اس کی زندگی کا طریقہ اور چال چلن گو معلوم نہیں ہوتا، مگر اور شخصوں کی زندگی میں خفیہ خفیہ پھیل جاتا ہے اور آئندہ کی نسل کے لیے ایک عمدہ نظیر بن جاتا ہے۔

ہر روز کے تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شخصی چال چلن ہی میں یہ قوت ہے کہ دوسرے کی زندگی، برتاؤ اور چال چلن پر قوی اثر پیدا کرتا ہے اور حقیقت میں یہی ایک عمدہ عملی تعلیم ہے۔ جب ہم اِس عملی تعلیم کا علمی تعلیم سے مقابلہ کریں تو مکتب ومدرسے اور مدرسۃ العلوم (کالج) کی تعلیم اِس عملی تعلیم کی ابتدائی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ زندگی کے علم کا، یعنی زندگی کے برتاؤ کے علم کا، جس کو انگریزی میں "لائف ایجوکیشن" کہتے ہیں، انسان پر، قوم پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ مکتب ومدرسہ ومدرسۃ العلوم کا علم طاق میں، صندوق میں یا الماری میں یا کسی بڑے کتب خانہ میں رکھا ہوا ہوتا ہے مگر زندگی کے برتاؤ کا علم ہر وقت، دوست سے ملنے میں، گھر کے رہنے سہنے میں، شہر کی گلیوں میں، صرافہ کی دُکان میں، ہل جوتنے میں، کپڑا بُننے کے کارخانے میں، کلوں سے کام کرنے کے کارخانے میں اپنے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر بے سکھائے، بے شاگرد بنائے لوگوں میں صرف اِس کے برتاؤ سے پھیلایا جاتا ہے۔

یہ پچھلا علم وہ علم ہے جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اسی علم سے عمل، چال چلن، تعلیمِ نفسی، نفس کشی، شخصی خوبی، قومی مضبوطی اور قومی عزت حاصل ہوتی ہے۔ یہی علم وہ علم ہے کہ جو انسان کو اپنے فرائض ادا کرنے اور دوسروں کے حقوق محفوظ رکھنے اور زندگی کے کاروبار کرنے اور اپنی عاقبت کے سنوارنے کے لائق بنا دیتا ہے۔ اس تعلیم کو آدمی صرف کتابوں سے نہیں سیکھ سکتا اور نہ یہ تعلیم کسی درجے کی علمی تحصیل سے حاصل ہوتی ہے۔

لارڈ بیکن کا نہایت عمدہ قول ہے: "کہ علم سے عمل نہیں آجاتا۔ علم کو عمل میں لانا، علم سے باہر اور علم سے برتر ہے اور مشاہدہ آدمی کی زندگی کو درست اور اس کے علم کو باعمل، یعنی اس کے برتاؤ میں کر دیتا ہے"۔ علم کی بہ نسبت عمل اور سوانح عمری کی بہ نسبت عمدہ چال چلن، آدمی کو زیادہ تر معزز اور قابلِ ادب بناتا ہے۔

(مقالاتِ سرسید)

Not For Sale

مشق

1۔ ''اپنی مدد آپ'' کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں جو تین سطور سے زیادہ نہ ہوں۔

(۱) وہ کون سا آزمودہ مقولہ ہے جس میں انسانوں اور قوموں کی ترقی کا تجربہ جمع ہے؟

(۲) سرسید کے خیال میں کون سی قوم ذلیل و بے عزت ہو جاتی ہے؟

(۳) نیچر کا قاعدہ کیا ہے؟

(۴) قومی ترقی کن خوبیوں کا مجموعہ ہے؟

(۵) قومی تنزلی کن برائیوں کا مجموعہ ہے؟

(۶) بیرونی کوشش سے برائیوں کو ختم کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

(۷) سرسید کے خیال میں اصلی غلام کون ہے؟

(۸) دنیا کی معزز قوموں نے کس خوبی کی وجہ سے عزت پائی؟

(۹) ولیم ڈراگن کے اصول کا مفہوم بیان کریں۔

(۱۰) کون سی خوبی آدمی کو معزز اور قابل ادب بناتی ہے؟

2۔ ''اپنی مدد آپ'' کے متن کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے درست جواب کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

(۱) خدا ان کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں، یہ ایک نہایت عمدہ اور آزمودہ:

(ا) کہاوت ہے
(ب) مقولہ ہے
(ج) ضرب المثل ہے
(د) محاورہ ہے

(۲) ایک شخص میں اپنی مدد کرنے کا جوش اس کی سچی:

(ا) تنزلی کی بنیاد ہے
(ب) شہرت کی بنیاد ہے
(ج) عزت کی بنیاد ہے
(د) ترقی کی بنیاد ہے

3۔ سبق ''اپنی مدد آپ'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل جملے مکمل کریں۔

(ا) خدا ان کی مدد کرتا ہے جو .... مدد کرتے ہیں۔

(ب) جس طرح پانی خود .... میں آجاتا ہے۔

(ج) قوم شخصی .... کا مجموعہ ہے۔

(د) قوم کی سچی .... کرو۔

(ہ) ہم لوگوں کے یہ خیال ہیں کہ .... ملے۔

4۔ سبق ''اپنی مدد آپ'' کا مرکزی خیال لکھیں جو پانچ جملوں سے زیادہ نہ ہو۔

5۔ سرسید کے مضمون ''اپنی مدد آپ'' کا خلاصہ لکھیں۔

6۔ سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباس کی تشریح لکھیں۔

قومی ترقی مجموعہ ہے .... حالتوں کو ترقی نہ کی جاوے۔

محاورہ اور روزمرہ:

جب دو یا دو سے زیادہ الفاظ حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوں تو وہ محاورہ کہلاتا ہے۔ مثلاً آنکھیں دکھانا، آنکھوں سے گرانا، آنکھیں بچھانا، نو دو گیارہ ہونا اور تارے گننا وغیرہ۔

'روزمرہ اہل زبان کے بول چال کا نام ہے۔ روزمرہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ محاورہ قواعد کی حدود میں آتا ہے جب کہ روزمرہ قواعد سے بالاتر ہوتا ہے۔ اسی طرح محاورے میں تبدیلی نہیں ہوتی جب کہ روزمرہ اہل زبان کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔